مدیر مسئول
محمد عطاء اللہ حنیف
جماعت اہلحدیث کا ترجمان اور مسلک اہلحدیث کا داعی
ہفت روزہ
الاعتصام
لاہور
فون ۵۴۴۰۶
جلد ۳۶ شمارہ ۱۷
جمعۃ المبارک
۲۸ صفر ۱۴۰۵ھ
۲۳ نومبر ۱۹۸۴ء
مندرجات
نظم
اداریہ
توحید رب جلیل
درس منتخبات قرآن
تحقیق وتنقید
قرآن مجید اور عذاب قبر
آئین راہ
تبصرہ کتب
اطلاعات و اعلانات
مجلس ادارت
حافظ صلاح الدین یوسف
علیم ناصری
ایم۔ اے
معاون
محمد سلیمان انصاری
بدل اشتراک: سالانہ ۵۰ روپے
فی پرچہ ڈیڑھ روپیہ
ممالک غیر سے
۲۰ پونڈ

مولوی بدر الحسن سہسوانی مرحوم

مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات

مولوی بدر الحسن سہسوانی مرحوم مولانا محمد بشیر سہسوانی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید تھے۔ انہوں نے مولانا کی سوانحعمری تحریر کی ہے جو زیورِ طبع سے آراستہ نہیں ہوئی۔ اس کے قلمی نسخہ سے مندرجہ ذیل نظم مع اس کے پس منظر کے پیشِ خدمت ہے۔ (ادارہ)

مولانا محمد بشیر سہسوانی مرحوم کو میرٹھ کے اہل حدیث نے طلب کیا۔ راقم بھی ہمراہ تھا۔ علمائے دیوبند سے چند مسائل میں مناظرہ تھا۔ فریقِ ثانی کے جلسہ میں الطاف حسین حالی بھی موجود تھے ایک روز بعد ختم جلسہ کے انہوں نے اپنی یہ مناجات پڑھی۔

ع اے خاصۂ خاصانِ رسل وقتِ دعا ہے

مولانا سہسوانی مرحوم نے فرمایا کہ بدر الحسن ایک مناجات اس کے جواب میں مختصر لکھ کر آج کے جلسے میں پڑھو راقم ناچیز نے یہ چند اشعار قلم بند کر کے پڑھے۔

اے خالقِ دارین تو ہی عقدہ کشا ہے
لے جلد خبر ہم پہ عجب وقت پڑا ہے

ہے وقت ترے فضل و کرم کا مرے مولیٰ
آفات کی چھائی ہوئی گھنگھور گھٹا ہے

تیرا ہی سہارا ہے خداوندِ دو عالم
گو ہم سے خلاف آج زمانے کی ہوا ہے

اے وارثِ عالم تو مدد کر کہ ستم کی
ہر سمت سے آتی مرے کانوں میں صدا ہے

غیروں میں تعصب ہے تو اپنوں میں خصومت
اب کون مددگار مرا تیرے سوا ہے

ناداں ہیں جو اتراتے ہیں تدبیروں پہ اپنی
بے حکم ترے کچھ نہیں ہوگا نہ ہوا ہے

تو پار لگا دے مرے بیڑے کو خدایا
اس بدرؔ کی ہر وقت یہی تجھ سے دعا ہے

فون مولانا محمد عطاء اللہ حنیف (گھر)
۴۲۴۷۶
۲۳ نومبر ۱۹۸۴ء
۲۸ صفر ۱۴۰۵ھ

مذہبی سیاست کی جگہ سیاسی مذہب کی کوششیں

پاکستان میں سیاست ایک ایسا کھیل بن کر رہ گیا ہے جس میں ہر نقطہ نظر کے راہنما اپنی اپنی بساط بچھائے بیٹھے ہیں اور ایک دوسرے کے مُہروں کو مات بلکہ شہ مات دینے میں اپنی پوری صلاحیتوں کا استعمال کر رہے ہیں۔ اب جب کہ انتخابات کا ڈول ڈالا جا رہا ہے۔ تو تمام سیاسی کھلاڑی بلکہ کھلنڈرے اس وقت اپنے اپنے ڈرائنگ روموں میں اپنی کامیابیوں کے لئے سکیمیں تیار کرنے میں مصروف ہیں۔ اُدھر حکومت نے ایک تو ابھی تک انتخابات کی واضح تاریخ کا اعلان نہیں کیا۔ اور نہ سیاسی سرگرمیوں کی اجازت دی ہے دوسرے یہ بھی ابھی اعلان نہیں کیا گیا کہ انتخابات جماعتی ہوں گے یا غیر جماعتی۔ اس وجہ سے سیاست دان تھوڑے بہت مخمصے میں ہیں مگر اس کے باوجود وہ ہر صورت حال سے نمٹنے کے پروگرام بنا رہے ہیں۔ مجموعی طور پر تو کوئی ایک جماعت بھی اس پوزیشن میں نظر نہیں آتی کہ وہ تنہا واضح اکثریت حاصل کر کے حکومت بنا سکے۔ اس لئے اندرونی رابطوں سے اتحادی کوششیں جاری ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ اب تک کی تاریخ پاکستان میں جتنے اتحاد قائم ہوئے ہیں وہ محض وقتی اور ہنگامی ثابت ہوئے ہیں۔ جو کامیابی یا ناکامی کے بعد خود بخود منتشر ہو جاتے رہے ہیں۔ سب سے بڑا اور آخری "قومی اتحاد" ۱۹۷۷ء کی تحریک کے ذریعے کشتی کو کنارے لگا کر خود واپس دریا کی لہروں میں گم ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

چونکہ پاکستان کی بنیاد اسلامی نعرے پر رکھی گئی تھی۔ اس لئے یہاں ہمیشہ اسلام کا نام ہی اتحاد و یگانگت کے لئے استعمال کیا گیا۔ مگر افسوس ہے کہ اس کے ساتھ خلوص و وفا کی نیت کبھی نہیں کی گئی۔ اس لئے اس کی سزا سیاست دانوں سے زیادہ عوام کو ملتی رہی۔ موجودہ مارشل لاء کی حکومت منتخب حکومت نہ سہی مگر بہرحال گزشتہ سات سال سے امن و امان کے علاوہ کسی حد تک اسلامی قوانین کے نفاذ میں خاصا کام کر گئی ہے۔ اگرچہ نافذ شدہ قوانین ہمارے خیال میں حرفِ آخر نہیں کہے جا سکتے۔ مگر حکومت کی پُرخلوص مساعی میں شک نہیں کیا جا سکتا۔

ہم سمجھتے ہیں کہ جہاں کچھ کوتاہیاں دکھائی دیتی ہیں وہاں حکومت کے سامنے کچھ مجبوریاں اور حالات کے تقاضے ہیں جو قدم قدم پر سدِّ راہ ہیں۔ یوں بھی ملّت پاکستان ایک طویل عرصے سے غیر اسلامی قوانین کی عادی چلی آتی ہے۔ اور فکر و عمل اور عقیدہ و نظریہ میں بھی خاصی خام کار واقع ہوئی ہے۔ انگریز کے نظامِ حکومت نے اسے رشوت، جھوٹ، فریب، ریاکاری اور دیگر طرح طرح کی بدعملوں میں مبتلا کر دیا

تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حکومت کے نظامِ کار میں یہ تمام عوامل وراثتاً چلے آتے ہیں جن کو تبدیل کرنے کے لئے بڑے زبردست انقلاب کی ضرورت تھی جو یہاں کبھی نہیں آیا۔ ۱۹۷۷ء کی تحریک اس انقلاب کا پیش خیمہ بن رہی تھی مگر وقت سے پہلے دم توڑ گئی۔ مارشل لاء حکومت نے بھی اسلام کا نعرہ لگایا۔ اور جیسا کہ عرض کیا گیا ہے۔ کچھ نہ کچھ اسلامی قوانین نافذ بھی کئے مگر اس کے ساتھ ساتھ "ترقی" کے نام پر وہی انگریزی طرزِ معاشرت اور اندازِ معیشت نہ صرف جاری ہے بلکہ اس میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ قوانین اسلام کے نفاذ میں وکیل اور خواتین قدم قدم پر رکاوٹیں پیدا کرنے میں مصروف ہیں۔ ترقی پسند اور تجدد زدہ دانشور اسلام کی تاویلوں اور جدید تعبیروں میں اتنے آگے نکل رہے ہیں کہ بقولِ اقبال ؎

زمن بر صوفی و ملا سلامے
کہ پیغام خدا دادند مارا
ولے تاویلِ شاں در حیرت انداخت
خدا و جبرئیل و مصطفیٰ را

اس وقت جو صورتِ حال پیشِ نظر ہے اس کا باعث یہ ہے کہ ہم نے اسلام کو عوام کی مرضی پر چھوڑ رکھا ہے جس طرح انگریز نے جمہوریت کی بنیاد عوام کی خواہشات پر رکھی ہے۔ اسی طرح ہم نے بھی ان کی تقلید میں یہاں کی سیاست اور مذہب کو عوام کے سپرد کر رکھا ہے۔ عوام کی اکثریت جس کو ووٹ دیتی ہے وہ عوامی منتخب لیڈر شمار ہوتا ہے اور عوام کی اکثریت ہی کے عقیدے کو اصلی مذہب تصور کر لیا گیا ہے اس لئے عوام خواہ بھنگڑے ڈالیں، قبروں پر ہر قسم کی خرافات کو روا رکھیں مگر بزرگوں کا نام جپتے رہیں تو بس یہی مذہب ہے۔ عوام میلوں، ٹھیلوں، جلسوں جلوسوں اور غوغا آرائیوں کے عادی ہیں۔ اس لئے حکومت اور لیڈر حضرات بھی ان سے ہم آہنگ ہی نہیں ہم رنگ اور ہم قدم ہونا اپنی سعادت بلکہ کامیابی تصور کرتے ہیں۔

عوام کے اس مذہبی رجحان نے سیاست دانوں کو بھی یہ گر سکھا دیا ہے کہ وہ اسلام کے نام پر ان کو فریب دیں اور اپنے مقاصد حاصل کریں۔ اس لئے انہوں نے بھی مذہب کو سیاسی ہتھیار کے طور پر استعمال کرنے کا طریقہ اپنا لیا ہے جو سیاست دان سب سے بڑھ کر بزرگوں کے نام کی نیاز پکائے، قبروں پر ریشمی غلاف چڑھائے، قبروں کو غسل دینے کے لئے پائینچے چڑھا کر بذاتِ خود شامل ہو جائے وہ نیک نہاد اور قابلِ تقلید لیڈر ہے۔ وہ جب انتخاب میں کھڑا ہوگا تو خود مولوی حضرات اس کی کنویسنگ کرتے نظر آئیں گے۔

مذہبی سیاست جو اسلام کا مقصد ہے وہ ایک ایسا خارزار ہے جس پر چلنا جان جوکھوں کا کام ہے۔ خلفائے راشدینؓ کی مثال تو کجا ایک حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی راہ پر چلنا یا سلطان صلاح الدین ایوبی، سلطان محمد ثانی (ترکی)، سلطان محمد تغلق، سلطان محمود غزنوی، اور سلطان اورنگ زیب عالمگیر کا سا نظام قائم کرنا اور خود کو ان کی سیرت میں ڈھالنا مشکل ہو چکا ہے۔ اب تو انگریز کی بخشی ہوئی چالبازی اور عیاری سیاست کا اوڑھنا بچھونا بن گئی ہے اور سیاست دان حضرات مذہبی سیاست کی بجائے سیاسی مذہب کشید کرنے میں بے باک ہو چکے ہیں۔ ہر جماعت کے منشور میں اسلام سرِ فہرست ہے مگر جماعتیں مختلف ہیں۔ نہ جانے اسلام اتنی جماعتوں میں کیسے بٹ چکا ہے۔ اگر سب کا مقصود اسلام ہے اور اس میں نیک نیت بھی ہیں تو ان کا اختلاف بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے۔ ان کو ایک سٹیج پر جمع ہونا چاہیئے۔ اور حقیقی اسلام کے رخ سے نقاب اٹھانا چاہیئے۔ جس سے ملت میں اتحاد و یگانگت پیدا ہوتی ہے۔ اور اگر وہ صرف اپنے اپنے اسلام کو سچا سمجھتے ہیں اور اسی کا نعرہ لگاتے ہیں، تو وہ اسلام سیاسی اسلام ہی ہو سکتا ہے، حقیقی نہیں۔

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون

جناب عبدالغفور عاجز۔ کوٹلی مہاراں۔ گوجرانوالہ

توحیدِ ربِّ جلیلؔ

انقلاب روزگار اور گردشِ دوراں نے اسلام میں اس قدر
[تغیّ]ر پیدا کر دیا ہے کہ اصل دین جو زمانہ خیر القرون میں تھا آج عنقا
[ہ]ے۔ اس وقت جو کام باعثِ ضلالت تھے آج وہ راہِ ہدایت
[ہی]ں۔ توحید شرک ہو گئی اور شرک توحید۔ اسلام کفر ہو گیا اور کفر اسلام۔
[س]نّت بدعت ہو گئی اور بدعت سُنّت۔ یہ تغیّر کیونکر ہوا اس کا
[جو]اب ذیل کی آیت دے گی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ
[وَالرُّ]هْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ
[وَ]يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ (التوبة ۔ ۳۴)

"اے ایمان والو بے شک بہت سے مولوی، مُلّا،
[در]ویش، لوگوں کے مال کو جھوٹ باطل کر (یعنی جھوٹے راستے
[سے ہڑ]پ کر) کھاتے ہیں اور لوگوں کو خدا کی (سیدھی) راہ سے روک
[د]یتے ہیں۔"

مطلب صاف ہے کہ خود غرض اور مطلبی مولوی۔ ملّا۔ ڈھونگی
[مر]شد، پیر زادے۔ نقلی صوفی درویشوں نے اپنی طمعِ نفسانی اور
[م]طلبی کی غرض سے ہمارے ناواقف بے علم بھائیوں کو اپنے
[مکر] کے جال میں پھانس کر توحید و سنّت پر پردہ ڈالا اور شرک و
[ضلا]لت، کفر و ضلالت کو ایسا چمکا دیا کہ توحید کے آفتاب کو گہن
[لگ] گیا۔ خدائے لایزال کے صفاتِ خاصہ غیر خدا میں منوا دیئے۔
[قب]ر پرستی۔ پیر پرستی، ارواح پرستی۔ رسوم تعزیہ داری۔ علم۔
[خ]واجہ خضر کی ناؤ۔ بی بی کی صحنک۔ قبروں پر عرضیاں، عُرس
[...]پچ رنگ۔ غیر اللہ کی نذر و نیاز۔ بزرگوں کے نام کے ورد وظائف
[...]ل گنڈے۔ ٹُونے ٹوٹکے۔ بدشگونی، وہم پرستی۔ اصلی نقلی
[قب]روں کے سجدے۔ طواف، غلاف، چڑھاوے۔ نبی ولی پیر

شہید کو غیب داں جاننا۔ ان کی ارواح کو ہر جگہ حاضر ناظر ماننا
داخلِ اسلام ہو گیا۔ لاکھوں نہیں کروڑوں مسلمان قبروں کے پجاری
اور لاکھوں مجاور قبروں کے بیوپاری بن بیٹھے۔ قیصر و کسریٰ کے
مملکتوں سے خراج وصول کرنے والے اب بزرگوں کی قبروں کی کمائی
پر جینے لگے۔ ہزاروں آیات و احادیث کے باوجود خلافِ شرع
کاموں سے ایک انچ بھی پیچھے ہٹنا گوارا نہیں کرتے۔ حضرت
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو شرک کی منڈیوں کو ویران اور شرک
کی بستیوں کو بیابان بنایا تھا۔ لات و منات کے پجاریوں کو
خدائے عزّ و جل کے آگے لا جھکایا تھا۔ حضرت مریم علیہ السلام و
عیسیٰ علیہ السلام میں خدائی صفات ماننے والوں کو توحید کا سبق
پڑھایا تھا۔ انبیاء و اولیاء کی قبروں پر منّتیں ماننے اور چادریں
چڑھانے والوں کو قادرِ مطلق کا پرستار اور خدائے برتر و توانا سے
دعائیں مانگنے والا بنا کر یہ سکھایا تھا ؎

لگاؤ تو لو اپنی اس سے لگاؤ
جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ
اسی پر ہمیشہ بھروسہ کرو تم!
اسی کے سدا عشق کا دم بھرو تم
اسی کے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم
اسی کی طلب میں مرو جب مرو تم
مبرّا ہے شرکت سے اس کی خدائی
نہیں اس کے آگے کسی کو بڑائی

ارشادِ ربانی ہے:۔

وَلَا تَدْعُ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكَ وَلَا
يَضُرُّكَ فَإِن فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِّنَ الظَّالِمِينَ
(یونس ۱۰۶) "اور اللہ کے سوا مت پکارو ایسے کو کہ نہ تجھے کچھ
فائدہ دے گا اور نہ کچھ نقصان، سو اگر تو نے ایسا کیا تو تو بھی اس
وقت ظالموں میں سے ہو جائے گا" مزید فرمایا:۔

وَإِن يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ
إِلَّا هُوَ ۖ وَإِن يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ ۚ يُصِيبُ

بِهٖ مَنْ يَّشَاۤءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔ (یونس۔ ۱۰۷) "اور اگر اللہ تجھے کسی قسم کا ضرر پہنچائے تو کوئی اسے بجز اللہ کے دور کرنیوالا نہیں ہے اور اگر تجھ پر احسان کرے تو کوئی بھی اس کے فضل کو روکنے والا نہیں ہے۔ پہنچاتا ہے وہ اپنا فضل جسے چاہے اپنے بندوں میں سے اور وہی بخشنے والا مہربان ہے۔"

دوسری جگہ فرمایا:۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ (الاحقاف۔ ۵)

"اور کون زیادہ گمراہ ہو سکتا ہے اس سے کہ اللہ کے سوا ایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اسے جواب نہیں دے سکتے۔ اور وہ ان کی دعاء سے بے خبر ہیں۔" آگے فرمایا۔ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ (الاحقاف۔ ۶) "اور جب میدانِ محشر میں سب لوگ جمع کئے جائیں گے تو وہ (معبود) ان کے دشمن ہوں گے۔ اور ان کی عبادت سے انکار کریں گے۔" اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ (النمل۔ ۶۲) اور ارشاد ربانی ہوتا ہے کہ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ (فاطر۔ ۱۳) "اور جن لوگوں کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو وہ ذرہ برابر قدرت نہیں رکھتے۔" پھر فرمایا۔ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ (فاطر۔ ۱۴)

"اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار نہیں سنتے۔ اور اگر (بہ فرض محال) سن بھی لیں تو قبولیت کی قدرت نہیں رکھتے اور روزِ قیامت تمہارے اس شرک کا انکار کریں گے اور تجھے اللہ جیسا کوئی باخبر اطلاع نہیں دے سکتا۔"

میرے دوستو! وہ اسلام جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر بار سے بے پرواہ ہوکر، پیٹ پر پتھر باندھ کر اور طرح طرح کی مصیبتیں جھیل کر پھیلایا تھا۔ جسے صحابہ کرامؓ نے اپنے اور اپنے بچوں کے خون سے سینچا تھا وہ کہاں ہے۔ آج کے اسلام اور چودہ سو برس پہلے کے اسلام میں زمین و آسمان کا فرق پیدا ہو گیا ہے۔

ذرا سوچیں اور غور کریں کہ خدا کی خدائی سے انکار نہ تو اسلام سے پہلے کسی کو تھا اور نہ اب کسی کو ہے۔ پارسی بھی آگ کو مظہر ایزدی کہتے ہیں۔ نہ تو یہود کو خدا سے انکار رہا ہے اور نہ نصاریٰ کو۔ کفار عرب بھی خدا کو خدا ہی مانتے تھے لیکن یہ سب کے سب اپنے اپنے بزرگانِ دین کے ساتھ وہی عقائد شرکیہ و کفریہ رکھتے تھے، جو آج ہم اپنے بزرگانِ دین کے ساتھ رکھتے ہیں اور توحید خداوندی کو ثانوی حیثیت دیئے ہوئے ہیں۔ سب کے سب انبیاء و اولیاء پیر و شہید کو مخلوق کو خالق کے دروازے پر لا کھڑا کرتے رہے روحانی جاہ و جلال کا سکہ لوگوں کے دلوں میں بٹھاتے رہے نفع و نقصان کا اختیار جو مخلوقِ خدا میں سمجھا جاتا تھا اس کو باطل ٹھہراتے رہے اور توحید و سنت کی تبلیغ کرتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوئے، مگر افسوس ہے کہ آج کلمہ توحید کے پڑھنے والے توحید کے دشمن بن کر شرک و کفر کی انہی تاریک غاروں میں جا گھسے جن میں گر کر اگلی قومیں غارت ہو گئی تھیں۔ انہیں برگزیدہ بزرگوں کے ناموں، انہیں کی قبروں کے ساتھ وہی کام کر رہے ہیں، جو بت پرست بتوں کے ساتھ کرتے ہوئے مسجدیں بے رونق اور مقبرے آباد کر لئے۔

اللہ تعالیٰ! اپنی مخلوق کی طرف سب سے زیادہ نزدیک ہے۔ وہ محض اپنے فضل و کرم سے بغیر کسی وسیلہ، واسطہ، ذریعہ کے سب کی پکار سنتا ہے، سب کا نگہبان ہے۔ ہر جگہ ہر حال میں حاضر و ناظر رہنا اور ہر چیز کی خواہ وہ دور ہو یا نزدیک چھپی ہو یا کھلی، اندھیرے میں ہو یا اجالے میں، آسمانوں میں ہو یا زمینوں میں، پہاڑوں کی چوٹی پر ہو یا سمندر کی تہ میں خبر رکھنا اسی کی شان ہے۔ اگر کوئی شخص کسی نبی، ولی، پیر، شہید

ے ساتھ ایسا عقیدہ رکھے ، اٹھتے بیٹھتے ہر دم اس کا نام جپے ، زدیک یا دور سے اس کو پکارے ، مصیبت کے وقت اس کی ہائی دے ، دشمن پر اس کا نام لے کر حملہ کرے ۔ اس کے نام کا تم پڑھے ، اس کی صورت کا تصوّر باندھے ، اس کو واقف راز فی وجلی جانے وہ شخص مشرک ہو جاتا ہے ۔

تمام بنی آدم میں افضل البشر حضرات انبیاء علیہم السّلام یں ۔ اور تمام نبیوں میں افضل و اکمل ، شفیع المذنبین ، رحمۃ للعالمین یں ۔ نہ تو خدا کا خدائی میں کوئی شریک اور نہ حضرت نبی کریم صلی اللہ لیہ وسلم کی عبودیت میں کوئی مثال مگر باوجود اس عظمت اور شان ے اللہ ربّ العزّت نے اپنے کلام پاک میں مسئلہ توحید کو ساف کرنے کے لئے واضح طور پر ارشاد فرمایا ۔ قُلْ اِنِّیْ لَآ مْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا o قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰہِ اَحَدٌ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا (پارہ ۲۹ ۔ رکوع ۱۲) ” اے نبی ! آپ لوگوں ے کہہ دیں کہ میں تمہارے لئے نفع یا نقصان کا اختیار ہرگز نہیں رکھتا ۔ آپ یہ بھی کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا مجھے بھی کوئی نہیں بچا سکتا اور میں بھی اس کے بغیر کہیں اپنی پناہ نہیں پاؤں گا “

اس خدائی فیصلہ کے مطابق جب کہ خود سیّد الانبیاء کو نفع و نقصان پہنچانے کی قدرت نہ تو خود بخود ہے اور نہ خدا کی بخشی ہوئی ، تو پھر کسی اور نبی ، ولی ، پیر ، شہید ، غوث و قطب کو کیا اختیار ہے جو کسی کی مشکل حل کریں یا ان کی حاجت روائی کر سکیں ، ایماندار کو سر تسلیم خم کرنے کے لئے تو یہ اٹل فیصلہ ہے ۔

از روئے قرآن مجید و احادیث شریف اور بروئے مذہب امام والا مقام امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مُردوں کا سننا ثابت نہیں ۔ حنفی مذہب کی معتبر کتابوں میں قطعی فیصلہ موجود ہے کہ مُردے نہیں سنتے ۔ ملاحظہ ہو ہدایہ ۔ کفایہ ۔ فتح القدیر ، عینی مستخلص وغیرہ ۔

ایک جگہ ارشاد خداوندی ہے کہ وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ وَّمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ (پ ۱۴ ۔ رکوع ۸) یعنی ” لوگ اللہ کے سوا جن لوگوں کو پکارتے ہیں ۔ وہ کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے اور خود مخلوق ہیں اور مرے ہوئے بے جان ہیں ۔ (روحیں ان کی اپنے مقام پر پہنچ گئیں) اور ان کو یہ بھی خبر نہیں کہ وہ کب جی کر قبروں سے اٹھیں گے “ ۔ ایک آیت میں ہے وَھُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ (پ ۲۶ ع ۱) ” وہ لوگ ان کی پکارسے بے خبر ہیں “ ۔ ایک جگہ پھر فرمایا ۔ فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی (پ ۲۱ ع ۸) ” اے نبی ! آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے “ ۔

تبصرے کے لئے
کتاب کے دو نسخے روانہ فرمائیں ،

درس منتخبات قرآن

پروفیسر عبداللہ شاہین، حافظ آباد

مجیب الدعوات (دعائیں قبول کرنے والی ذات پاک)

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ (البقرہ - ۱۸۶)

ترجمہ :- جب میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں تو میں تمہارے پاس ہوں۔ جب کوئی پکارنے والا پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں، تو انہیں میرے حکموں کو ماننا چاہیئے اور مجھ پر ایمان لانا چاہیئے تاکہ نیک رستہ پائیں

تفاسیر

ابن کثیر

حضرت عطاؒ فرماتے ہیں کہ جب آیت اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ نازل ہوئی۔ یعنی "مجھے پکارو میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا"۔ تو لوگوں نے پوچھا کہ دعاء کس وقت کرنی چاہیئے؟ اس پر یہ آیت اتری۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ "میرا بندہ جب مجھے یاد کرتا ہے اور اس کے ہونٹ میرے ذکر میں ہلتے ہیں تو میں اُس کے ساتھ ہوتا ہوں"۔ حضرت سلمانؓ فارسی فرماتے ہیں کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ بلند کرکے دعاء مانگتا ہے تو وہ ارحم الراحمین اُس کے ہاتھوں کو خالی لوٹاتے ہوئے شرماتا ہے۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جو بندہ اللہ تعالےٰ سے ایسی دُعاء کرتا ہے جس میں نہ گناہ ہو نہ رشتے ناتے ٹوٹتے ہوں تو اُسے اللہ تعالےٰ تین باتوں میں سے ایک ضرور عطا فرماتا ہے۔ یا تو اس کی دعاء اُسی وقت قبول فرما کر اُس کی منہ مانگی مُراد پوری کرتا ہے یا اُسے ذخیرہ کرکے رکھ چھوڑتا ہے اور آخرت میں ثواب عطا فرماتا ہے۔ یا اس کی وجہ سے کوئی آنے والی مصیبت کو ٹال دیتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا جب تک کوئی شخص دعاء میں جلدی نہ کرے اُس کی دعاء ضرور قبول ہوتی ہے۔ جلدی کرنا یہ ہے کہ کہنے لگے میں نے تو بہت دعاء مانگی لیکن خدا قبول نہیں کرتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا بندہ میرے ساتھ جیسا عقیدہ رکھتا ہے میں ویسا ہی برتاؤ کرتا ہوں

فائدہ

اس آیت میں کسی مقربِ الٰہی کی قبولیتِ دعاء کا تذکرہ نہیں ہے جس کی تلاش میں لوگ "مزاروں" اور "درباروں" پر حاضریاں دیتے ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے "عِبَادِیْ" کہہ کر پکارنے والے ہر بندے سے قبولیتِ دعاء کا وعدہ فرمایا ہے چنانچہ اس آیت سے "مقربانِ الٰہی سے التماسِ دعاء" کے اُس نظریے کی نفی بھی ہوتی ہے جسے ایک بریلوی مفسر صاحب "ضیاء القرآن" نے آیت اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ کے تحت پیش کیا تھا۔

البتہ دعاء قبول نہ ہونے کی ایک یقینی وجہ موجود ہے جس کا ذکر مسلم شریف میں مروی حدیثِ رسولؐ میں آیا ہے کہ انسان کی خوراک، پوشاک اور جسم حرام مال سے تیار ہوا ہو تو ایسے شخص کی دعاء ہرگز قبول نہیں ہوتی۔ اگرچہ وہ بیت اللہ میں جاکر بھی اللہ تعالےٰ کو پکارے۔ اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ جس حرام خور کی دعاء اللہ تعالیٰ خانہ کعبہ میں جاکر پکارنے کے باوجود قبول نہیں کرتا کسی آستانے پر کھڑے ہونے سے مقربانِ الٰہی اس کی دعاء قبول کرلیں گے؟؟؟ ہرگز نہیں۔ یہ ہمارا زعمِ باطل ہے۔

(باقی صد ۲۱ پر)

تحقیق و تنقید

مولانا ابوالسلام محمد صدیق صاحب سرگودھا

حلال جانور کے حلال اور حرام اجزاء کی تفصیل

اوجھ (اوجھری)، اور خصیتین کا مسئلہ

ایک حنفی مفتی کے فتویٰ پر علمی تعاقب

مولوی گل احمد مدرس مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہرالاسلام فیصل آباد نے درج ذیل مسئلہ دریافت کیا ہے۔

- حلال جانور مثلاً بیل، بھینسا کے اجزاء محرمہ کتنے ہیں اور وہ کونسے ہیں؟
- حلال جانور کی اوجھری کا کیا حکم ہے۔ اگر ناجائز ہے تو یہ مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی؟

اس استفتاء کا جواب مولوی ہاشم یوسفی نے دیا ہے، جو قصبہ بریلی کے محلہ سوداگراں میں افتاء کے اہم عہدہ پر فائض ہیں۔ جواب میں انہوں نے لکھا ہے۔

دلیل اول حدیث

حلال جانور میں اجزاء محرمہ مندرجہ ذیل چیزیں ہیں۔

(۱) مرارہ یعنی پتہ (۲) مثانہ (۳) فرج یعنی علامت مادہ (۴) ذکر علامتِ نر (۵) انثیین یعنی خصیے (۶) غدود (۷) خون جو کہ ذبح کے وقت نکلتا ہے۔

انہوں نے اپنے اس دعوے کے ثبوت میں طبرانی معجم اوسط کے حوالے سے بروایت ابن عمرؓ اور ابن عدی اور بیہقی کے حوالے سے بروایت ابن عباس حسب ذیل حدیث بیان کی ہے۔

کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم یکرہ من الشاۃ سبعاً المرارۃ والمثانۃ والحیاء والذکر والانثیین والغدۃ والدم۔

دلیل دوم

ہمارے امام اعظمؒ نے فرمایا کہ خون حرام ہے کہ قرآن عظیم میں اس کی تحریم منصوص اور باقی چیزوں کو مکروہ سمجھتا ہوں۔

تیسری دلیل

سلیم الطبع لوگ ان سے گھن کرتے ہیں۔ انہیں گندہ سمجھتے ہیں۔

چوتھی دلیل

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ویحرم علیہم الخبائث کما ذکرہ العلامۃ الطحاوی مختار و معتمد ہے کہ کراہت سے مراد کراہت تحریمی ہے۔

فقہاء کا اضافہ

دیگر فقہاء نے پانچ چیزیں اور زیادہ بیان فرمائیں۔ نخاع الصلب یعنی حرام مغز (۹) گردن کے وہ پٹھے جو شانوں تک ممتد ہوتے ہیں (۱۰) خونِ جگر (۱۱) خونِ طحال (۱۲) خون گوشت یعنی دم مسفوح نکل جانے کے بعد جو خون گوشت میں رہ جاتا ہے۔

اعلی حضرت مجدد مایۃ الحاضرہ فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے فقہ سے دس چیزیں اور زیادہ فرمائیں۔

(۱۳) خونِ دل (۱۴) مرہ، یعنی وہ پانی زرد جو پتا میں ہوتا ہے جسے صفراء کہتے ہیں (۱۵) ناک کا پانی (۱۶) وہ خون بھی جو رحم میں نطفہ سے بنتا ہے اور منجمد ہو کر علقہ نام رکھا جاتا ہے (۱۷) دُبر یعنی پادنے کا مقام (۱۸) کرش یعنی وہ مقام جہاں غذا ہضم ہوتی ہے (۱۹) اسعاء یعنی آنتیں (۲۰) وہ گوشت کا ٹکڑا جو رحم میں نطفہ سے بنتا ہے جسے مضغہ کہتے ہیں۔ علاوہ ازیں کہ مخلقہ ہو یا غیر مخلقہ .... (۲۱) ذبح کے وقت مرا ہوا بچہ

من نحر ناقة او ذبح بقرة فوجد فی بطنها جنینا میتا لم یوکل ۔ اشعر اولم یشعر شامی میں ہے ھذا لو ولد ـــ لو لم یستھل (۲۲) نطفہ خواہ نر کی منی مادہ کے رحم میں پائی جائے یا خود اس جانور کی منی ہو۔ ردالمحتار میں ہے۔ والمجس والتاتارخانیة ان منی کل حیوان نجس اور زیادہ تفصیل درکار ہو تو فتاوی رضویہ یا رسالہ مبارکہ للشیخ المنیحة فیما نھی منھا اجزاء الذبیحة ملاحظہ کریں (ہاشم یوسفی) ۵ محرم ۱۴۰۳ھ

فتویٰ مذکورہ پر تعاقب

(۱) کسی شے پر حلال اور حرام کا حکم لگانے کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو ہے یا پھر اس کے رسول ﷺ کا منصب ہے۔ کسی اُمتی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی شے کو حرام کہے یا حلال کا حکم لگائے یا کسی شے کے طاہر یا نجس ہونے کا اپنی طرف سے فتویٰ دے۔

(۲) مذبوح جانور کے وہ اجزاء زیر بحث ہیں جو خوردنی ہیں۔ ان میں کونسے حلال اور کونسے حرام ہیں۔ اور جو خوردنی نہیں وہ زیر بحث نہیں۔ مثلاً ہڈی، گوبر، بال، اون، چمڑا، سینگ وغیرہ اسی طرح پیشاب، منی، علقہ، مضغہ وغیرہ زیر بحث نہیں آسکتے اس لئے کہ اکل و شرب کے ساتھ ان کا بھی کوئی تعلق نہیں۔ اگر بالتبع ان کا ذکر آجائے تو وہ الگ بات ہے۔ ذبح کے وقت جو خون نکلتا ہے وہ تو بالاجماع حرام ہے اور اس کی حرمت پر نص قطعی موجود ہے اس مختصر تمہید کے بعد جانور کے ان اجزاء پر غور کرتے ہیں کہ ان میں سے کونسے اجزاء حلال ہیں اور کونسے حرام۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۔ الآیة

(سورۃ انعام آیت ۱۴۵)

یعنی "اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو وحی میرے پاس آئی ہے اس میں تو کوئی چیز حرام نہیں، کھانے والے کو جو اس کو کھائے سوائے خون یا سُور کے گوشت کے کہ وہ ناپاک ہے یا گناہ کی چیز، جس پر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے نام کی آواز بلند کی گئی ہو۔"

اس آیت سے دو باتیں واضح ہوتی ہیں۔ ایک طاعم اور یَطْعَمُهٗ کے لفظ سے کہ حلت و حرمت کا مسئلہ اس آیت میں ان اجزاء سے تعلق رکھتا ہے جو خوردنی ہیں۔ دوسری بات جس کا پتہ چلتا ہے وہ یہ ہے کہ جانور کے ذبح کے وقت جو خون نکلتا اور بہتا ہے وہ حرام ہے۔

احکام القرآن میں ابوبکر احمد بن علی الجصاص متوفی ۳۷۰ھ نے مذکورہ آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے۔ دل ذالک علی ان المحرم من الدم المسفوح دون غیرہ۔ یعنی "یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ خون میں سے صرف وہ خون حرام ہے جو ذبح کے وقت بہتا ہے اور کوئی خون حرام نہیں۔"

تفسیر ابن کثیر اس تفسیر میں ہے۔ قال قتادة حرم من الدماء ما کان مسفوحا فاما اللحم خالطه الدم فلا باس به (ج ۲ ص ۱۸۴ سورۃ انعام) "قتادہ نے بیان کیا کہ خونوں میں سے وہ خون حرام ہے جو ذبح کے وقت بہتا ہے اور وہ گوشت جس کے ساتھ خون مخلوط ہے اس کا کوئی ڈر نہیں"

تفسیر کشاف میں ہے۔ اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا ای مصبوبا سائلا کالدم فی العروق لا کالکبد والطحال وقد رخص فی دم العروق بعد الذبح (ج ۲ ص ۵۰ سورۃ انعام)

دَمًا مَّسْفُوْحًا اس سے مراد وہ خون ہے جو ذبح کے وقت بہتا ہے جیسے رگوں کا خون ہے۔ جگر اور تلی کا خون نہیں۔ ذبح کے وقت خون بہنے کے بعد جو خون رگوں میں رہ جاتا ہے بعض ائمہ نے اس کی بھی اجازت دی ہے۔

تفسیر خازن میں ہے۔ فی قولہ تعالیٰ

او دمًا مسفوحًا وھو ماسال من الحیوان فی حال الحیوٰۃ او عند الذبح فان ذالک الدم حرام نجس وماسوی ذالک کالکبد والطحال فانھما حلال لانھما دمان جامدان وقد ورد الحدیث باباحتھما وکذا ما اختلط باللحم من الدم لانہ غیر سائل قال عمران بن جدیر سالت ابا مجلز عما یختلط من الدم وعن القدر یری فیھا حمرۃ الدم فقال لا بأس بذالک انما نھی عن الدم المسفوح (جلد ۲ ص ۶۰۲)

"دمًا مسفوحًا آیت سے متعلقہ احکام بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ دم مسفوح سے مراد حیوان کا وہ خون ہے جو زندہ ہونے کی صورت میں یا ذبح کے وقت بہتا ہے۔ یہ قطعاً حرام اور نجس ہے اس کے سوا جگر اور تلی کی حیثیت اس سے مختلف ہے۔ وہ دونوں حلال ہیں۔ اس لئے کہ وہ دونوں ہی جامد خون ہیں۔ اور حدیث میں ان کی اباحت کا تذکرہ ہے۔ اور اسی طرح وہ خون جو گوشت کے ساتھ مختلط ہو گیا ہے وہ بھی حلال ہے اس لئے کہ وہ بہتا نہیں ہے۔ عمران بن جدیر نے ابو مجلزؒ سے پوچھا کہ جو خون گوشت وغیرہ سے مختلط ہو جائے یا ہنڈیا میں خون کی سرخی دکھائی دے انہوں نے جواب دیا کہ اس کا کوئی حرج نہیں اس لئے کہ اس خون سے روکا گیا ہے جو مسفوح ہے"

خلاصہ یہ ہے کہ قرآن مجید اور اس کی تفسیر سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جانور کے ذبح کے وقت جو خون نکلتا ہے۔ وہی حرام ہے اور جو خون گوشت کے دوسرے اجزاء میں مخلوط ہو گیا ہے یا رگوں میں باقی رہ گیا ہے اس کا کوئی حرج نہیں۔ لہٰذا مفتی ہاشم یوسفی کا یہ فتویٰ قرآن مجید اور حدیث کے سراسر خلاف ہے کہ خونِ جگر، خونِ طحال، خون گوشت جو دم مسفوح نکل جانے کے بعد گوشت میں ملا رہتا ہے۔ اور خونِ دل وغیرہ سب حرام ہیں۔

خوردنی اشیاء جانور کے وہ اجزاء جو خوردنی نہیں ہیں ان کی تفصیل کرتے ہوئے علامہ جصاص لکھتے ہیں۔

(علیٰ طاعمٍ یطعمہٗ) یدل ان المحرم من المیتۃ ما یتاتی فیہ الاکل منفاریۃ آیت سے دلالت کرتی ہے کہ جو جانور مردار ہے۔ اس میں ان اجزاء پر حرمت کا اطلاق ہو گا جو خوردنی ہیں۔ جو خوردنی نہیں ان پر حرمت کا اطلاق نہیں ہو گا۔ چنانچہ انہوں نے فرمایا۔ فلم یتناول الجلد المدبوغ ولا القرن والعظم والظلف والریش ونحوھا احکام القرآن ج ۳ ص ۲۲۔ یعنی حرمت کا اطلاق رنگے ہوئے چمڑے۔ سینگ۔ ہڈی۔ کھروں، بال، اُون وغیرہ پر نہیں ہو گا۔ اس لئے کہ ان اشیاء میں سے کوئی شے خوردنی نہیں ہے۔ اس سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ ان اشیاء کے ماسوا جانور کے تمام اجزاء حلال ہیں۔ گوشت ہڈیوں سے چپٹا ہوا ہو یا الگ ہو۔ جگر ہو یا تلی، گردے ہوں یا کپورے۔ انتڑیاں ہوں یا اوجھری۔ مثانہ ہو یا کوئی اور جگہ سری ہو یا پائے۔ قرآن و حدیث سے ان اشیاء کی حرمت قطعاً ثابت نہیں بلکہ حلت ثابت ہے جس کا بیان اُوپر ہو چکا ہے۔

مفتی صاحب نے اپنے موقف کی تائید میں طبرانی معجم الاوسط سے بروایت عبداللہ بن عمر اور ابن عدی اور بیہقی سے بروایت عبداللہ بن عباسؓ ایک حدیث نقل کی ہے۔ جس کا تذکرہ ان کے فتویٰ میں ہے۔ بیہقی میں وہ حدیث حسب ذیل الفاظ سے مروی ہے۔

عن مجاھد قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکرہ من الشاۃ سبعا الدم والمرار والذکر والانثیین والحیاء والغدۃ والمثانۃ قال وکان اعجب الشاۃ الیہ صلی اللہ علیہ وسلم مقدمھا ھذا منقطع (بیہقی ج ۱۰ ص ۷)

"بروایت مجاہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکری میں سے سات اشیاء کو مکروہ جانتے تھے۔ خون۔ پتہ۔ ذکر، خصیتین، مینگنی نکلنے کی جگہ یا چربی دار انتڑی۔ غدود مثانہ۔ مجاہد نے کہا کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکری کے اگلے حصے کو بہت پسند رکھتے تھے۔ یہ حدیث منقطع ہے۔

اس حدیث کو عمر بن موسیٰ بن وجیہ نے انہوں نے واصل بن ابی جمیل سے انہوں نے مجاہد سے اور مجاہد نے ابن عباس رض سے موصول روایت کیا ہے۔

یہ ہر دو روایت اس قابل نہیں کہ ان سے استدلال کیا جاسکے۔ پہلی روایت منقطع ہے۔ اور دوسری روایت ضعیف ہے اس لئے کہ اس کی سند میں عمر بن موسیٰ راوی ہے۔ امام بیہقی نے کہا ہے کہ یہ ضعیف ہے۔ ملاحظہ ہو بیہقی کا صفحہ مذکور۔

ابو سعد المالینی کے واسطے سے ایک اور سند مذکور ہے۔ وہ اگرچہ موصول ہے۔ امام بیہقی نے کہا ہے کہ اس کا وصل صحیح نہیں۔ اگر اس کی صحت کو تسلیم کر بھی لیا جائے تو اس سے خون کے ماسوا دوسری اشیاء کی حرمت درج ذیل وجوہات کی بنا پر ثابت نہیں ہوتی۔

(۱) اسی حدیث کا ذکر کرکے امام سلیمان خطابی فرماتے ہیں۔

فیما بلغنی عنه الدم حرام بالاجماع وعامة المذکورات معه مکروهة غیر محرمة (بیہقی جلد ۱۰ ص ۸) "اس بارے میں جو خبر مجھ تک پہنچی ہے وہ یہ ہے کہ خون تو بالاجماع حرام ہے" خون کے ساتھ جن اشیاء کا ذکر ہے وہ مکروہ ہیں حرام نہیں ہیں۔"

(۲) حدیث کے الفاظ بھی دلالت کرتے ہیں۔ کراہت تحریمی مراد نہیں بلکہ کراہت تنزیہی ہے۔ یہ اس لئے کہ کراہت کے مقابلہ میں کان احب الشاة الیه کا لفظ ہے جس کا معنی ہے کہ بکری کے اگلے حصے کا گوشت آپ کو بہت خوش لگتا تھا اس معنی کی رو سے کراہت کا اس جگہ خوش نہ لگنا پسند نہ آنا ہے۔ یہ کراہت تحریمی نہیں بلکہ کراہت تنزیہی ہے۔

(۳) یکرہ من الشاة سبعا یہ جملہ خبریہ ہے۔ راوی خبر دے رہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکری کے سات اجزاء سے کراہت کرتے تھے۔ اس کا یہ قطعاً مطلب نہیں کہ خون کے ماسوا دوسری اشیاء پر ان کے حرام ہونے کا فتویٰ لگاتے تھے۔ آپ کا ایک شے کھانے سے کراہت کرنا اور شے ہے اور اس پر حرمت کا حکم لگانا اور شے ہے۔ چنانچہ ابوداؤد میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَکْثَرُ جُنُوْدِ اللهِ لَا آكُلُهٗ وَلَا اُحَرِّمُهٗ یعنی "بہت سے جانور ہیں۔ میں ان کو نہیں کھاتا اور نہ ان کو حرام کرتا ہوں"۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ الضَّبُّ لَسْتُ آكُلُهٗ وَلَا اُحَرِّمُهٗ (بخاری اور مسلم) "ضب کو میں کھاتا نہیں اور نہ اس کو حرام کرتا ہوں"۔ بلکہ ابوداؤد کی روایت میں ہے خالدؓ نے آپ سے دریافت کیا کہ ضب (گوہ) حرام ہے؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ ولکن لم یکن بارض قومی فاجدنی اعافه۔ "لیکن چونکہ یہ میری قوم کی زمین میں نہیں ہوئی اس لئے مجھے اس سے کراہت ہے"۔ خالد نے یہ بات سن کر اس کو واپس کر لیا اور اسے خود کھایا اور مجھے دیکھ رہے تھے"۔

اگر مذکورہ اشیاء سے کسی شخص کو کراہت ہے تو وہ نہ کھائے مگر شریعت کی طرف سے اس کو یہ اجازت نہیں ہے کہ کراہت کی بناء پر ان اشیاء پر حرام ہونے کا حکم لگائے جن کو شریعت نے حلال کیا ہے۔

جنین

جو بچہ رحم مادر میں ہو اسے جنین کہا جاتا ہے اگر جانور کو ذبح کرنے کے بعد اس کے پیٹ میں سے مرا ہوا بچہ نکلے وہ حلال ہے۔ ابوداؤد اور دارمی میں حدیث ہے۔ عن جابر ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قال ذکاة الجنین ذکاة امه بروایت جابرؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماں کو ذبح کرنے سے اس کا بچہ بھی مذبوح ہے۔ ابو سعید فرماتے ہیں کہ ہم اونٹ اور گائے کو ذبح کرتے ہیں۔ ان کے پیٹ سے مرا ہوا بچہ نکل آتا ہے۔ ہم اس کو پھینک دیں یا کھالیں۔ آپ نے فرمایا چاہو تو کھالو کیونکہ اس کی ماں کا ذبح ہونا اس کا ذبح ہونا ہے۔

منی

رد المحتار کے حوالے سے لکھا گیا ہے کہ ان منی کل حیوان نجس۔ یعنی "ہر جانور کی منی نجس ہے" لیکن یہ قول بلا دلیل ہے۔ نووی شرح مسلم میں ہے "کتے اور خنزیر کی منی تو بالاتفاق نجس ہے۔ ان کے علاوہ باقی جانوروں کی منی میں تین مسلک ہیں۔ اول ہر جانور کی منی طاہر ہے یہ زیادہ صحیح مسلک ہے دوم ہر جانور کی منی نجس ہے۔ سوم ماکول اللحم جانور کی منی طاہر ہے اور غیر ماکول اللحم جانور کی منی نجس ہے" (مسلم ج ۱ ص ۱۴۰ شرح نووی) ہمارے نزدیک تیسرا مسلک راجح ہے اس لئے کہ ماکول اللحم جانوروں کا ذبح کے وقت بہتا ہوا خون نجس اور حرام ہے اور کوئی شے نجس نہیں۔

حلال جانور کی اوجھ

مفتی صاحب نے فتویٰ کے آخر میں لکھا ہے "اوجھری کا کھانا مکروہ تحریمی ہے" مفتی صاحب کا یہ قول صحیح نہیں۔ اگر حلال جانور کا اوجھ مکروہ تحریمی ہوتا تو صحابہؓ اس کو استعمال نہ کرتے۔ غزوہ تبوک کے موقعہ پر صحابہؓ شدت پیاس سے دوچار ہوئے پانی نہ ملا تو انہوں نے اونٹ ذبح کرکے اوجھ نکال کر نچوڑا اور پانی پیا۔

(طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۱۶۷ بدایہ والنہایہ ج ۵ ص ۷)

اندریں حالات مفتی صاحب اور ان کے اعلیٰ حضرت کا فتویٰ نہ صرف محلِ نظر بلکہ تعلیم اسلام کے خلاف ہے۔

یحرم علیھم الخبائث

شریعت نے ان اشیاء کو خبائث میں شمار نہیں کیا۔ اس جگہ یہ آیت بے محل ہے۔ نیز یہ بات بھی خلاف واقعہ ہے کہ سلیم الطبع لوگ ان سے گھن کرتے ہیں۔ اس قسم کے اکثر لوگ اوجھری کھاتے ہیں اور گوبر کی آگ پر روٹیاں پکاتے اور حقہ بھرنے کے لئے تلاش کرکے گوبر کی آگ سلگاتے ہیں۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ جو جانور حلال ہے اس کا صرف وہ خون حرام ہے اور نجس ہے جو ذبح کے وقت بہتا ہے باقی اس کے اجزاء میں سے بعض اجزاء خوردنی ہیں اور بعض خوردنی نہیں ہیں۔ لیکن ان ہر دو میں سے نجس کوئی جزء نہیں ہے۔ حتیٰ کہ ماکول اللحم جانور کا پیشاب بھی نجس نہیں ہے۔ عرینہ قبیلہ کے بعض لوگ مدینہ میں آئے تو وہاں کی آب و ہوا ان کو موافق نہ آئی۔ بیمار ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا۔ اشربوا من ابوالھا و البانھا (ترمذی مع تحفۃ الاحوذی) ص ۷۰ ج ۱)

یعنی "تم اونٹنیوں کا دودھ اور پیشاب پیو" امام ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حضرت انسؓ سے کئی اسناد سے مروی ہے اکثر اہل علم نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے اور کہا ہے لا بأس ببول ما یوکل لحمہ کہ "جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کے پیشاب کا کوئی حرج نہیں" یعنی وہ نجس نہیں ہے۔ یہ قول امام مالکؒ، امام احمدؒ اور سلف میں سے ایک جماعت کا ہے۔ شوافع میں سے ابن خزیمہ۔ ابن المنذر۔ ابن حبان اور احناف میں سے امام ابوحنیفہؒ کے تلمیذ رشید امام محمدؒ کا بھی یہی قول ہے۔

اگر حلال جانوروں کا پیشاب نجس اور حرام ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرینہ قبیلہ کے بیمار ہونے والے لوگوں کو اونٹنیوں کے پیشاب پینے کا حکم نہ دیتے۔ اور نہ ہی غزوہ تبوک میں صحابہ کرامؓ اونٹوں کے اوجھ کو نچوڑ کر پانی پیتے۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لاتَدَاوَوْا بِحَرَامٍ یعنی "حرام شے سے علاج (دوا) مت کرو"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اور صحابہ کرامؓ کے عمل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس خون کے ماسوا جو ذبح کے وقت بہتا ہے وہ نجس اور حرام ہے اس جانور کے باقی اجزاء میں سے کوئی جزو نہ نجس ہے اور نہ حرام ہے۔

هذا ما عندی والله اعلم بالصواب

آزاد کا اندیشہ حقیقت سے منور
محکوم کا اندیشہ گرفتارِ خرافات
محکوم کو پیروں کی کرامات کا سودا
ہے بندۂ آزاد خود اک زندہ کرامات
محکوم کے حق میں ہے یہی تربیت اچھی
موسیقی و صورت گری و علمِ نباتات

اقبالؒ

مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری۔ ایڈیٹر "محدث" بنارس

قرآنِ مجید اور عذابِ قبر

برصغیر (پاکستان و ہند) کی ملّتِ اسلامیہ کی بدقسمتی یا آزمائش کہہ لیجئے کہ یہ پورا خطۂ پُرسوز طرح طرح کے دینی فتنوں کی آماجگاہ ہے اور یہاں خود مسلمانوں کے اندر سے اسلام دشمن فتنے جنم لیتے رہتے ہیں۔ کوئی صدی بھر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو دین سے بے دخل کرنے کی کوشش جاری ہے۔ اور اس سلسلے میں تشکیک کے نت نئے پہلو سامنے آتے رہتے ہیں۔ کچھ دنوں سے یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ قبر کے عذاب و ثواب کا عقیدہ غلط اور قرآن کے خلاف ہے۔

پیش نظر مضمون میں اسی خیال کا جائزہ لیتے ہوئے یہ واضح کیا گیا ہے کہ یہ عقیدہ حدیث ہی کی طرح قرآن سے بھی ثابت ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ اس عقیدے کو نہ ماننے والے حدیث کے تو منکر ہیں ہی قرآن کے بھی منکر ہیں۔ یعنی ایسے لوگ نہ قرآن کو سمجھتے ہیں نہ اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ پہلے یہ بات ذہن نشین کر لیجئے کہ عذاب و ثواب قبر کا مطلب مُردے کو برزخ میں یعنی موت کے بعد اور قیامت سے پہلے کی مدت میں عذاب یا ثواب ملنا۔ اتنی سی بات ذہن میں رکھ کر قرآن مجید سے اس کا ثبوت سُنیئے:

پہلی دلیل قرآن مجید میں شہیدوں کی بابت ارشاد ہے۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (سورۃ بقرہ) یعنی "اللہ کی راہ میں قتل کر دیئے جانے والوں کو یہ نہ کہو کہ وہ مُردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں۔ لیکن تم لوگ نہیں سمجھتے۔"

دوسری جگہ ارشاد ہے۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ، يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ (سورۃ آل عمران ۱۶۹-۱۷۱) یعنی "جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کر دیئے گئے ہیں۔ انہیں مُردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں، جو کچھ انہیں اللہ نے اپنے فضل سے دیا ہے اس سے یہ خوش ہیں۔ اور جو لوگ ابھی ان کے پیچھے ہیں (یعنی دنیا میں ہیں اور) ان سے ملے نہیں ہیں۔ ان کے بارے میں خوش ہیں۔ (اور اس پر خوش ہیں کہ) اللہ ایمان والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔"

ان آیات سے واضح اور دوٹوک طور پر ثابت ہوتا ہے کہ شہدائے کرام کو اللہ کی راہ میں قتل کئے جانے کے بعد پھر زندگی عطا کر دی جاتی ہے اور یہ زندگی ہماری دنیاوی زندگی کی طرح نہیں ہوتی بلکہ ایسی ہوتی ہے جسے ہم سمجھ نہیں سکتے۔ لیکن بہرحال مرحلۂ شہادت سے گزرنے کے بعد ان کے لئے زندگی ملنا اس قدر پختہ طور پر یقینی ہے کہ انہیں مُردہ کہنے سے روک دیا گیا ہے۔

ان آیات پر ایک بار پھر نظر ڈالئے اور دیکھئے کہ ان آیات سے شہیدوں کے لئے صرف زندگی ہی عطا کیا جانا ثابت نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہائے گوناگوں سے بہرہ ور اور سرفراز کیا جانا بھی ثابت ہوتا ہے۔ پھر یہ نعمتیں جو دنیا سے تشریف لے جاتے ہی انہیں ملتی ہیں صرف انہیں کے لئے مخصوص نہیں ہیں بلکہ اسی طرح کی نعمتوں کی خوش خبری وہ اپنے ان مومن بھائیوں کے حق میں بھی جانتے ہیں جو ابھی دنیا سے گزرے نہیں ہیں اور ان شہیدوں کو یہ بھی بتلا دیا گیا

ہے کہ ان نعمتوں کا سبب ایمان ہے۔ کیونکہ آیت کے آخر میں
اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ کہا گیا ہے۔ اجر
الشہداء یا اجر المقتولین فی سبیل اللہ نہیں
کہا گیا ہے۔

حاصل یہ کہ ان آیات سے برزخ۔ اور بلفظ دیگر قبر
میں اہل ایمان کو ثواب ملنے کا پورا پورا ثبوت فراہم ہو رہا ہے۔

دوسری دلیل

قرآن مجید میں جگہ جگہ بتایا گیا ہے کہ
موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو خدا کی
بندگی کی دعوت دی، فرعون نہ مانا۔ بہت سے نشانات
دکھا دیئے گئے۔ تب بھی نہ مانا۔ آخر موسیٰ علیہ السلام بنواسرائیل
کو ساتھ لے کر نکل پڑے۔ فرعون نے اپنے لاؤ لشکر سمیت
پیچھا کیا۔ اللہ نے بنی اسرائیل کے لئے دریا میں راستہ بنا دیا۔
وہ پار ہونے لگے تو فرعون بھی اپنے لشکر سمیت اسی راستے
پر چل پڑا۔ اور اسرائیل پار نکل گئے اور فرعون اپنے لشکر سمیت
ڈبو دیا گیا۔ اسی واقعے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سورۂ مومن میں
فرمایا گیا۔ فَوَقٰهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ
بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ
عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ
اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ (پ ۲۴)
یعنی اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو ان کی بری تدبیروں سے بچا لیا جو
فرعون اور اس کی قوم نے کی تھیں اور قوم فرعون کو برے عذاب
نے گھیر لیا۔ یہ لوگ آگ پر صبح و شام پیش کئے جاتے ہیں۔ اور
جس دن قیامت ہوگی (اللہ حکم دے گا کہ) قوم فرعون کو
نہایت سخت عذاب میں داخل کر دو۔

یہ تو معلوم ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اور بنواسرائیل کو
بچا کر فرعون اور اس کی قوم کو جس عذاب میں گھیر لیا گیا تھا وہ دریا
میں ڈبوئے جانے والا عذاب ہے جس سے پورا فرعونی لشکر
مر کر ختم ہو گیا۔ اب سوال یہ ہے کہ ان کے مر جانے کے بعد
اور قیامت قائم ہونے سے پہلے ان کے بارے میں جو یہ ذکر
کیا گیا ہے کہ ان کو صبح و شام آگ پر پیش کیا جاتا ہے۔ اگر یہ
عذاب برزخ نہیں ہے تو کون سا عذاب ہے۔؟

یہاں ایک سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ فرعون اور اس
کی قوم کو یہ عذاب کیوں دیا جا رہا ہے؟ جواب صاف ہے
ان کا قصور قرآن میں جگہ جگہ یہی بتایا گیا ہے کہ انہوں نے سرکشی
کی یعنی اللہ اور اس کے نبیوں پر ایمان نہیں لائے، ان کی اطاعت
و پیروی نہیں کی۔ شرک و بت پرستی اور نافرمانی و تکبر کی راہ
پر چلتے رہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ان برائیوں اور ان جرائم کی وجہ
سے جب فرعون اور اس کی قوم کو عالم برزخ میں عذاب ہو رہا ہے
تو جو لوگ اور جو قومیں یہی قصور کر کے دنیا سے جائیں گی انہیں
عالم برزخ میں عذاب کیوں نہیں ہوگا؟ کیا اللہ بے انصاف
ہے کہ قوم فرعون نے ایک جرم کیا تو انہیں عذاب دے رہا ہے
لیکن وہی جرم دوسری قومیں کریں گی تو انہیں عذاب نہیں
دے گا؟

تیسری دلیل

عام کفار کے بارے میں اللہ تعالیٰ
کا ارشاد ہے۔ وَلَوْ تَرٰٓى
اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ
بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمُ اَلْيَوْمَ
تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ
عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ
تَسْتَكْبِرُوْنَ (الانعام-۹۴)" اور اگر آپ دیکھ لیں
جب کہ ظالمین موت کی سختیوں میں ہوں اور فرشتے اپنے ہاتھ
بڑھائے ہوئے ہوں کہ تم اپنے نفسوں کو نکالو۔ آج تمہیں اس
سبب سے ذلت کا عذاب دیا جائے گا کہ تم اللہ پر ناحق بولتے
تھے اور اس کی آیتوں سے استکبار کرتے تھے!

دیکھئے! کتنی صراحت اور صفائی کے ساتھ کہا گیا ہے کہ
کفار کو ان کی عین وفات کے وقت یہ خبر سنائی جاتی ہے کہ
آج تمہیں عذاب دیا جائے گا۔ ظاہر ہے کہ یہ عذاب قیامت
کے دن کا عذاب نہیں ہے کیونکہ جس دن کسی کافر کی موت واقع

ہو رہی ہے وہ قیامت کا دن نہیں، درانحالیکہ عذاب اسی دن آپڑنے کی خبر دی جا رہی ہے اور یہ عذاب دنیا کا عذاب بھی نہیں ہے۔ کیونکہ جس وقت ان کی روح کھینچی جا رہی ہے۔ عین اس وقت انہیں یہ بتایا جا رہا ہے کہ آج تمہیں عذاب دیا جائے گا۔ یعنی جس عذاب کے دیئے جانے کی خبر دی جا رہی ہے ابھی وہ شروع نہیں ہوا ہے۔ درانحالیکہ روح نکال جا رہی ہے۔ پس یہ عذاب مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے کا عذاب ہوا۔ لہٰذا یہ قطعاً عذاب برزخ ہوا۔

چوتھی دلیل

سورۂ طور میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اہل مکہ کی چہ میگوئیوں اور نکتہ چینیوں کا جواب دینے کے بعد فرمایا ہے۔

فَذَرْهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي فِيهِ يُصْعَقُونَ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُونَ۔ وَاِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا عَذَابًا دُونَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ (الطور۔ ۴۵۔ ۴۶) "انہیں چھوڑ دو یہاں تک کہ وہ اپنے اس دن سے دوچار ہوں جس میں وہ بے ہوش کر دیئے جائیں گے جس دن ان کا داؤں کچھ کام نہ دے سکے گا اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔ اور یقیناً ظالموں کے لئے اس کے علاوہ بھی عذاب ہے اور لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔"

غور فرمایئے کہ ظالمین مکہ کے لئے قیامت کے دن کے علاوہ جو عذاب ہے اس سے کون سا عذاب مراد ہو سکتا ہے جب کہ تاریخی شہادتوں سے یہ بات معلوم ہے کہ ان میں سے بہت سے افراد اس دنیا سے عذاب پائے بغیر ہی گزر گئے تھے۔ لہٰذا اس کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہیں کہ اسے عذاب برزخ تسلیم کیا جائے۔

پانچویں دلیل

تقریباً اسی سے ملتی بات سورۂ توبہ میں منافقوں کے متعلق کہی گئی ہے ارشاد ہے۔

سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّونَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيمٍ (۱۰۱) "ہم انہیں عنقریب دو مرتبہ عذاب دیں گے پھر انہیں زبردست عذاب کی طرف پلٹایا جائے گا۔"

زبردست عذاب سے حتمی طور پر قیامت کے بعد کا عذاب ہے۔ اب اس سے پہلے دو مرتبہ کا عذاب کیا ہے؟ تو اس میں سے ایک تو اس دنیائے فانی کی ذلت و رسوائی ہے جس سے منافقین کو دوچار ہونا پڑا۔ اور دوسرے مرنے کے بعد کا عذاب قبر ہے۔ کیوں کہ بہت سے منافقین کو اس دنیا میں انہیں ایک ہی عذاب دیا گیا دو نہیں۔ اس کے برعکس بعض بعض منافقین کو بار بار ذلت و رسوائی سے دوچار ہونا پڑا۔ اب اگر ہر مرتبہ کی ذلت کو ایک بار کا عذاب کہیں تو انہیں دنیا میں دو مرتبہ کے بجائے کئی مرتبہ عذاب ہو گیا۔ اس لئے ان کے حق میں دو مرتبہ عذاب دینے کی بات بے معنی ہو جاتی ہے۔ البتہ دنیا کی ساری رسوائیوں کو ایک عذاب اور قبر کی سختیوں اور گرفتوں کو دوسرا عذاب قرار دیں تو یہ عین تاریخی شہادت اور واقعات کے مطابق ہے۔

قرآن مجید کی ان آیات اور بیانات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس حقیقت اور عقیدے کے ثبوت میں کوئی کسر نہیں رہ جاتی کہ اللہ اپنے نیکوکار اور صالح بندوں کو موت کے بعد اور قیامت سے پہلے یعنی عالم برزخ اور قبر میں اپنی نعمتوں سے نوازتا ہے اور بدعمل اور گمراہ لوگوں کو عالم برزخ اور قبر میں سزا اور عذاب دیتا ہے۔ یعنی عذاب قبر اور ثواب قبر کا عقیدہ بالکل صحیح اور برحق ہے اور اس کا انکار صاف طور پر قرآن کا انکار ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور سارے مسلمانوں کو حق قبول کرنے کی توفیق دے اور اپنے عذاب اور گرفت سے محفوظ رکھ کر اپنی نعمتوں سے نوازے۔

اللّٰهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه۔

حسنِ انتخاب

آئینِ راہ

آج کل شخصی آزادی کی مغالطہ آمیز اصطلاح کا بڑا زور ہے، ہر شخص ذاتی آزادی کا مدعی ہے۔ اور اس کے پردہ میں کھل کھیلنا چاہتا ہے، اس مضمون میں اس مبہم اصطلاح کی تشریح کی گئی ہے کہ شخصی آزادی کے معنی، اور اس کے حدود کیا ہیں، اور کس حد کے بعد وہ دوسروں کے حقوق میں مداخلت بن جاتی ہے، اس کی مثال یوں سمجھئے کہ ایک لحیم شحیم شخص ایک بوجھ لئے ہوئے شارعِ عام کے عین وسط میں آہستہ آہستہ چل رہا ہے، اس کی وجہ سے گاڑیوں کی آمد و رفت میں بے ترتیبی پیدا ہو گئی ہے۔ جو خود اس کے لئے بھی خطرہ ہے، لیکن جب اس شخص سے کہا جاتا ہے کہ پیدل چلنے والوں کے لئے کنارے کی پٹری خاص ہے، تو وہ جواب دیتا ہے کہ میں راستہ چلنے میں آزاد ہوں، اس لئے جس راستہ سے چاہوں، چلوں گا۔ یہ شخصی آزادی کے مفہوم کی غلط تعبیر ہے۔ اگر آزادی کے یہی معنی ہیں کہ پیدل چلنے والوں کو عین سڑک کے وسط پر چلنے کا حق ہو گیا ہے تو پھر گاڑی والوں کو کنارے کی پٹری پر گاڑی چلانے کا حق ہے۔ اس آزادی کا نتیجہ بدنظمی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ ہر شخص دوسرے کی راہ میں مخل ہوگا اور کوئی منزلِ مقصود پر نہ پہنچ سکے گا۔ اور شخصی آزادی بدنظمی ہو کر رہ جائے گی۔

آج کل کے دعوئے آزادی سے یہ خطرہ ہے کہ کہیں اس قسم کی غلط آزادی سے ساری دنیا کا نظام برہم نہ ہو جائے۔ اس لئے اس سب سے بڑی شاہراہ یعنی دنیا کے آئینِ راہ متعین کرنے کی ضرورت ہے۔ یعنی سب کی آزادی محفوظ رکھنے کے لئے ہر شخص کی آزادی پر کچھ پابندیاں عائد کر دی جائیں۔ جب ایک کانسٹبل شارعِ عام پر آنے جانے والوں اور گاڑی چلانے والوں کو ہاتھ کے اشارے سے روکتا اور ہدایت دیتا ہے، تو وہ کسی کے ساتھ زیادتی نہیں کرتا بلکہ آزادی کا نمونہ پیش کرتا ہے۔ ممکن ہے اس گستاخ نے کسی ایسے موقع پر جب آپ کو کہیں جانے کی عجلت رہی ہو، آپ کی موٹر روک کر آپ کی آزادی کا خون کر دیا ہو اور اس وقت آپ نے خیال کیا ہو کہ اس کانسٹبل نے شارعِ عام کی آزادی میں مخل ہونے کی کیسے جرأت کی، لیکن اگر آپ ذرا غور سے کام لیں تو یہ بات آپ کی سمجھ میں آجائے گی کہ اگر یہ کانسٹبل اس وقت آپ کی اور آپ کے ساتھ دوسروں کی آزادی میں تھوڑی مداخلت نہ کرتا تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ شاہراہ گاڑیوں اور پیدل چلنے والوں کا گرداب بن جاتی، جس کو آپ کسی طرح عبور نہیں کر سکتے تھے۔ آپ نے شخصی آزادی میں اس مداخلت کو محض اس لئے گوارا کیا کہ اس کی وجہ سے آپ کو اجتماعی سکون حاصل ہو سکے جس پر حقیقی آزادی کا مدار ہے۔

آزادی تنہا ذاتی معاملہ نہیں بلکہ عمرانی معاہدہ ہے آزادی نام ہے جماعت کے مفاد کی متوازن پذیرائی کا۔ آپ کے جن معاملات سے دوسروں کی آزادی کا کوئی تعلق نہیں ہے، ان میں تو آپ جس حد تک چاہیں آزادی اختیار کر سکتے ہیں، اگر ہم کسی شاہراہ پر ڈریسنگ گاؤن پہن کر لمبے بال بڑھا کر ننگے پاؤں پھریں تو ہمیں کون روکے گا، اس لئے ہم بہت سے ذاتی معاملات میں بغیر کسی رکاوٹ کے اپنے خبط یا ذوق کی تسکین کر سکتے ہیں، ہمارے سامنے ذاتی معاملات کی ایک دنیا ہے جس میں ہم مختارِ مطلق ہیں، جو چاہیں اور جس طرح چاہیں عمل کریں۔ اس میں ہم عقلمند، سخت و نرم، مسخرہ اور سنجیدہ جو کچھ چاہیں بن سکتے ہیں، لیکن اس ذاتی آزادی کے دائرہ کے باہر قدم رکھتے ہی ہماری آزادئ عمل دوسروں کی آزادی کی پابند ہو جاتی ہے۔ ہم اپنے لطف کے لئے پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھ کر ساری رات طنبورہ بجا سکتے ہیں، لیکن جب ہم آبادی کے اندر سڑکوں اور گلیوں میں باجا بجانا شروع کریں گے، تو ہمارے پڑوسی فوراً ہم کو یاد دلادیں گے کہ ہماری باجا بجانے کی آزادی ان کی سکون کے ساتھ سونے کی آزادی

میں مخل ہو رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمیں اپنی آزادی دوسروں کی آزادی کے ساتھ متوازن کرنا پڑے گی جسے ہم اکثر فراموش کر دیتے ہیں۔ اور اس معاملہ میں اپنی خامیوں کے مقابلہ میں دوسروں کی خامیوں پر زیادہ نظر رکھتے ہیں۔

ایک ریلوے سفر کے دوران میں میں نے ایک سرکاری رپورٹ کا بغور مطالعہ شروع کیا۔ یہ شغلہ تفریحی نہ تھا بلکہ روزی کا شغلہ تھا۔ ایسی رپورٹوں کا مطالعہ اسی توجہ و انہماک سے کیا جاتا ہے جس توجہ سے ایک وکیل مسل کا معائنہ کرتا ہے۔ اگر کسی کتاب کا مطالعہ آپ محض تفریحاً کر رہے ہیں تو آپ کے گرد و پیش جو کچھ ہو رہا ہے وہ چنداں لائق اعتنا نہیں، لیکن جب سنجیدہ فرض کی ادائیگی کے لئے مطالعہ کیا جاتا ہے تو اس کے لئے سکون کی ضرورت ہے جو مجھے میسر نہ تھا، دوسرے ہی اسٹیشن پر دو مسافر میرے ڈبہ میں داخل ہوئے۔ ایک صاحب بڑے باتونی بلکہ لغو گو تھے۔ انہوں نے اپنے ساتھی سے مسلسل بلند آواز سے گفتگو شروع کر دی، میں جس انہماک سے رپورٹ کا مطالعہ کر رہا تھا، اسی قدر ہمارے نئے دوست کی آواز بلند ہوتی جاتی تھی۔ وہ اپنی خاندانی تاریخ اپنے لڑکوں کے جنگی کارناموں سپہ سالاروں اور سیاست دانوں کی غلطیوں اور اپنی فراست اور دوسروں کی حماقت کا تذکرہ اس زور شور سے کرنے لگے کہ اپنی ساری کوششوں کے باوجود مجھے کتاب بند کر دینی پڑی۔ اور میں اپنے دوست کی لغو گوئی سے تھک کر کھڑکی کے باہر دیکھنے لگا۔

اگر میں نے ان بزرگ سے ذرا دھیمی آواز سے گفتگو کرنے کی درخواست کی ہوتی تو وہ مجھے بدتمیز خیال کرتے لیکن انہیں اس کا خیال نہ آیا کہ ایک شخص ان کی گفتگو سے زیادہ بہتر اور ضروری کام کر رہا ہے، اور مجھے یقین ہے کہ وہ گاڑی سے اس اعتماد کے ساتھ اترے کہ ڈبہ میں ہر شخص ان کا شکر گزار تھا کہ ان کی مسلسل گفتگو نے سفر کو بہت پر لطف اور پُر از معلومات بنا دیا۔ اور ہر شخص ان کے علمی تبحر کی خوشگوار یاد ساتھ لے گیا۔ بظاہر اس شخص کی نیت نیک تھی، لیکن خرابی یہ تھی کہ وہ عمرانی احساس سے عاری تھا۔

اجتماعی امور کی بنیاد اسی پر ہے کہ دوسروں کے حقوق و احساس کا لحاظ رکھا جائے۔ میں ذاتی تجربہ کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ اس معاملہ میں عورتیں مردوں سے کم مہذب ہیں۔ ٹکٹ گھر کی کھڑکی پر سب کو چیرتی پھاڑتی آگے پہنچ جائیں گی۔ مرد اس کی کوشش کبھی نہ کرے گا، اس کا سبب یہ ہے کہ وہ یہ جانتا ہے کہ اس کی یہ حرکت ناقابل برداشت خیال کی جائے گی۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ اجتماعی تعلقات کی باہمی مراعات سے واقف اور اس کا عادی ہے۔ دنیا کے نشیب و فراز کا تجربہ رکھتا ہے۔ اور اپنے کو اجتماعی اُمور کے معیار کے مطابق بنانا سیکھ چکا ہے۔ اس کو تعلیم گاہوں اور کھیل کے میدانوں میں اس کی تعلیم مل چکی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس پیچیدہ دنیا میں نہ تو مکمل نوضویت قبول کی جا سکتی ہے۔ اور نہ مکمل اشتراکیت اس کا صرف مناسب و موزوں مجموعہ ہی قابل قبول ہو سکتا ہے۔ ہم کو شخصی اور اجتماعی دونوں آزادیوں کو محفوظ رکھنا پڑے گا۔ ہم کو دفتری حکومت کے شدائد اور اس کے مزاج کے حضرات پر نگاہ رکھنا چاہئیے۔ ہم کو کوئی حکومت مجبور نہیں کر سکتی کہ ہم اپنے بچوں کو کسی خاص قسم کی تعلیم گاہ میں تعلیم دلائیں یا ان کو سائنس اور آرٹ کا ماہر بنائیں یا کسی خاص کھیل پر مجبور کریں، یہ ساری چیزیں ذاتی ہیں، لیکن اگر ہم یہ چاہیں کہ ہمارے بچہ کو بالکل تعلیم ہی نہ دی جائے، یا اس کی تعلیم و تربیت وحشیوں کی طرح کی جائے، یا اس کو جیب تراشی کا فن سکھایا جائے، تو سوسائٹی اس آزادی سے ہم کو روکے گی۔ اور ہم پسند کریں یا نہ کریں ہمارے بچہ کو کچھ نہ کچھ جبری تعلیم ضرور دی جائے گی۔ ہم کو اس کی آزادی کبھی نہیں مل سکتی کہ ہم خود سوسائٹی کے لئے وبال جان ہوں۔ اور ہمارا لڑکا حکومت کے لئے بار اور خطرہ ہو۔

سوسائٹی کے عام قوانین اور آئین راہ کی پابندی سے گویا ہم خود اپنا جائزہ لیتے ہیں، اور اپنے مہذب یا غیر مہذب ہونے کا اعلان کرتے ہیں۔ جوانمردی دکھانے اور قربانی پیش

کرنے کے مواقع کم آتے ہیں، زندگی عبادت ہے عام تعلقات اور روزانہ کی زندگی کی چھوٹی چھوٹی باتوں سے یہی چھوٹی باتیں زندگی کو خوشگوار یا تلخ بناتی ہیں، اس لئے ہر مہذب انسان کے لیے اس کا لحاظ ضروری ہے کہ یہ انسانیت اور تہذیب کا ایک بڑا معیار ہے۔

تمدن کیا ہے!

کیا تمدن عبارت ہے۔ عمدہ پوشاکوں، نفیس سواریوں، کثرتِ احباب اور عمدہ دکانوں جہاں عمدہ قسم کی چیزیں خریدی جاسکتی ہیں۔ بچے عمدہ پوشاکیں پہنتے ہیں، کچھ لوگ نفیس سواریوں پر نکلتے ہیں لیکن ان سے چیزوں کا بذاتِ خود تمدن سے کوئی واسطہ نہیں ہے مشین، ریلیں، وائرلیس، ٹیلیفون، سینما وغیرہ کا تمدن سے کچھ واسطہ ضرور ہے لیکن ان چیزوں کا صرف مالک ہونا اور ان کو استعمال کرنا متمدن ہونے کی دلیل نہیں۔ متمدن ہونا قابلِ فخر بات ہے۔ لیکن کسی اچھی سواری کا استعمال کوئی فخر کی بات نہیں۔ شکسپیئر کے ڈراموں، رافیل کی مصوری اور بیتھاون کی موسیقی پر دنیا سر دھنتی ہے، ان کے شاہکار ابدی ہونے کے باعث تمدن کے عناصر میں شمار کئے جاسکتے ہیں۔ الف لیلہ کے بادشاہ صرف اپنے خزانوں جواہرات خوشبویات، بیش بہا پوشاکوں، نادر ساز و سامان اور خدم و حشم کی بناء پر یقیناً متمدن نہیں کہے جاسکتے، کیوں کہ ان کی مثال اُن بچوں سے دی جاسکتی ہے جو ہر قسم کی مٹھائیاں اور کھلونے بڑے شوق سے لیتے اور کھاتے ہیں، پھر آسودہ ہو کر اُن سے متنفر ہو جاتے ہیں۔ پس جن چیزوں کی خوبیوں اور کشش کو دوام نہ ہو وہ تمدن کی عناصر نہیں بن سکتیں اور دولت و قوت کے عارضی اثرات تمدن کے عناصر سے یکسر خالی ہوتے ہیں۔ بہ الفاظ دیگر تمدن پرشوکت زندگی اور تعیشات سے عبارت نہیں ہے۔ اس لئے دنیا کے اکثر بادشاہوں کو جنہوں نے دولت، ثروت اور اقتدار کو شان و شوکت اور تعیش کے لئے استعمال کیا ہے۔ متمدن نہیں کہا جاسکتا، صرف بیش بہا نفیس اور نادر ساز و سامان کا مالک ہونا تمدن کی سند نہیں، بلکہ صرف ان اشیاء کی ملکیت تمدن کی دلیل ہے۔ جن کی کشش اور خوبی کو دوام حاصل ہو۔ جن کو دیکھنے سے انسان کبھی سیر نہ ہو۔ اچھی چیزیں ہمیشہ زندہ اور باقی رہتی ہیں۔ ان کی کشش لازوال ہوتی ہے۔ تمدن نئی چیزوں میں نہیں بلکہ نئی چیزوں کے سوچنے اور ان کے پیدا کرنے میں مضمر ہے۔ ایجادات سے تمدن عبارت نہیں ہے۔ بلکہ ایجاد و اختراع کی عملی قوت اور اس کے عمل کا نام تمدن ہے۔ تخیل کی یکسوئی سے کبھی کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہو سکتی۔ اور تمدن و ترقی کے لئے تبدیلی ضروری ہے۔ نئی باتوں کے سوچنے پر تمدن کا مدار ہے اور نئی باتوں کے سوچنے کے لئے آزادئ فکر کی ضرورت ہے کہ بغیر آزادئ فکر کے تمدن کا وجود ناممکن ہے۔ آزادی کے لئے جان و مال کا تحفظ، سکون و فرصت اور سوسائٹی ضروری ہے۔ یہی چیزیں تمدن کے بھی اجزاء ہیں۔ ان سب چیزوں میں اک نیکی ہے۔ جو انصاف اور قانون کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ غرض تمدن عبارت ہے حسن و خوبی، آزادئ فکر، جدتِ تخیل، پابندی قانون، عدل اور نیکی سے، گویا آرٹ، سائنس، فلسفہ، قانون اور اخلاق تمدن کے اصلی عناصر ہیں۔

(ماہنامہ معارف اعظم گڑھ جلد ۵۱ - ۱۹۴۳ء)

تبصرہ کتب علیم ناصری

احکامِ سفر

تالیف : شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز
ضخامت : درمیانہ سائز ۱۴۴ صفحات : قیمت درج نہیں
ناشر : شعبہ تصنیف و تالیف جمعیت اہلحدیث پنجاب ۔
ملنے کا پتہ : جامعہ ابراہیمیہ ، ناصر روڈ ، سیالکوٹ

مولانا محمد علی جانباز جامعہ ابراہیمیہ سیالکوٹ کے مہتمم اور شیخ الحدیث ہیں ۔ وہ ایک جید عالم ، محقق اور مفتی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اعلیٰ ذوق کے صاحب قلم بھی ہیں ۔ ان کے مضامین ۔ فتاویٰ اور تحقیقی مقالات دینی رسائل و جرائد میں شائع ہوتے رہتے ہیں جو ان کی علمی سربلندی کے مظہر ہیں ۔

زیر نظر کتاب مولانا موصوف کی علمی تحقیق و کاوش کا نہایت عمدہ مرقع ہے ۔ بادی النظر میں یہ موضوع نہایت خشک اور غیر ضروری سا دکھائی دیتا ہے ۔ مگر مولانا نے اس کے تمام گوشے منور کر کے نہایت دلچسپ اور معلومات افزا کتاب کی صورت میں ڈھال دیا ہے ۔ اسلام میں زندگی کے ہر پہلو پر ہدایت و عرفان کی مشعلیں روشن ہیں اسی لئے اس کو ضابطۂ حیات کی حیثیت حاصل ہے ۔ مولانا موصوف نے قرآن و سنت کے دلائل و براہین کے ذریعے احکامِ سفر کی تدوین کی ہے جو انسان کی راہنمائی کے لئے بہترین زادِ سفر ہے ۔ اس کتاب کے مطالعے سے سفر کی اقسام ، ضروریات ، جواز و عدمِ جواز ، طریق سفر اور عزیمت و رخصت کے تمام پہلو سامنے آ جاتے ہیں ۔ اور کوئی گوشہ تشنۂ تکمیل نہیں رہتا ۔ اس عرق ریزی اور دیدہ وری پر مولانا موصوف کی جتنی بھی تحسین کی جائے کم ہے ۔ نیز اس کے ناشرین بھی اس کی اشاعت پر بلاشبہ مبارکباد کے مستحق ہیں ۔

اسلام اور عصرِ حاضر

از ۔ مولانا جمیل احمد نذیری مبارک پوری
ضخامت ، چھوٹا سائز ۲۵۲ صفحات ، قیمت ۳ روپے ۵۰ پیسے
ناشر ، مکتبہ رحمانیہ اُردو بازار ۔ لاہور

عصرِ حاضر سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور ہے ۔ اس میں انسان نے بے انداز ترقی کر لی ہے ۔ انسانی ضروریات ، رسل و رسائل ، سفر و حضر ، خبر و نظر غرض ہر پہلو سے سائنسی آلات نے آسانیاں آسائشیں اور زیبائشیں مہیا کر دی ہیں ۔ مگر اس کے باوجود خدا اور مذہب سے رشتہ مستحکم نہیں ہے ۔ سائنسدانوں نے تو عام طور پر خدا کا انکار ہی کیا ہے اور اگر کہیں اقرار بھی ہے تو محض "عقل کل" کی اصطلاح اس کے لئے کافی ہے ۔ باقی سب کچھ مادہ کی کارکردگی پر یقین رکھا جاتا ہے ۔ اسلام سے پیشتر عیسائیت اور یہودیت اور دیگر مذاہب نے اس سلسلے میں کوئی رہنمائی نہیں دی تھی اس لئے سائنسدانوں کے سامنے خدا اور مذہب کا کوئی تصور نہیں تھا ۔ مگر اسلام نے خدا ، کائنات ، ارض و سما اور کواکب سماوی کی اصلیت اور حقیقت سے پردہ اٹھایا ۔ اور اہلِ علم کے سامنے کائنات کے راز فاش کر دیئے ۔ کائنات کے اسرار ، نظامہائے شمسی کی کارگزاری ، انسان کی رسائی اور نارسائی کی حدیں ، خدا کی قوتِ کار اور قدرتِ کاملہ غرض ہر پہلو سے رہنمائی اسلام نے دی ہے اور ثابت کر دیا کہ خداوند تعالےٰ ہی اس تمام کائنات کی قوتِ متحرکہ کا عامل اور مالک ہے اور انسان کی سائنسی فتوحات اسی کے مقرر کردہ اصولوں اور قاعدوں کی مرہونِ منت ہے ۔

زیر نظر کتاب اس موضوع پر لکھی گئی اور پہلے دائرۃ المصنفین مبارک پور (بھارت) سے شائع ہوئی تھی جس کو مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور نے یہاں شائع کر کے بڑا عمدہ کام کیا ہے ۔ ہمارے علمائے دین کو خصوصاً اس کا مطالعہ کرنا چاہیئے تاکہ وہ اسلام اور سائنسی فتوحات کے باہمی رشتہ سے باخبر ہو سکیں اور اسلام کی سائنس اور جدید تعلیم پر برتری

سے واقفیت حاصل کریں۔ کتاب کی افادیت کے پیش نظر اس کی قیمت کچھ زیادہ نہیں ہے۔ خوب صورت اور دیدہ زیب سرورق کے ساتھ یہ ہلکی پھلکی کتاب عصر حاضر اور اسلام کے رشتے سے متعلق نہایت معلومات افزا صحیفہ ہے۔ جس سے ہمارے دینی حلقے اب تک ناآشنا تھے۔ مکتبہ رحمانیہ اس کی اشاعت پر مبارک باد کا مستحق ہے۔

بقیہ • درس منتخبات قرآن

اللہ تعالیٰ تو ایسا رحیم و کریم ہے کہ اس نے ننانوے حصے رحمت اپنے پاس رکھی ہے اور ایک حصّہ رحمت انبیاء کرام و اولیائے عظام سمیت تمام مخلوق میں تقسیم کی۔ چنانچہ اس کی شانِ رحمت نے سورہ مومن میں بھی "اُدْعُونِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ" "مجھے پکارو! میں تمہاری دعاء قبول کروں گا" کہہ کر بندوں سے قبولیت دعاء کا وعدہ فرمایا ہے۔ نیز سورۂ بقرہ کی اس آیت میں اعلان فرما دیا کہ میں اپنے بندوں کے انتہائی قریب ہوں تاکہ بندے اس سے دعاء کرتے ہوئے ہچکچاہٹ، جھجک یا تردّد محسوس نہ کریں یا کسی وسیلے اور واسطے کے متلاشی نہ رہیں۔ بقولِ اقبالؒ ؎

کیوں خالق و مخلوق میں حائل رہیں پردے
پیرانِ کلیسا کو کلیسا سے اٹھا دو

ضروری اعلان

احباب کی اطلاع کے لئے بار بار اعلان کیا جاتا رہا ہے کہ الاعتصام کی محدود ضخامت کے پیش نظر تبلیغی رودادیں اور ہو چکنے والے جلسوں کی رپورٹیں شائع نہیں کی جا سکتیں اس کے باوجود اکثر رپورٹیں موصول ہوتی ہیں جن کے شائع نہ ہونے کے باعث احباب کو ملال ہوتا ہے۔ ہم اس سلسلے میں معذرت چاہتے ہوئے پھر گزارش کرتے ہیں کہ رپورٹیں ارسال نہ کی جائیں البتہ ان میں پاس کی جانے والی قراردادیں روانہ فرمائی جائیں جن کی اشاعت ضرور کی جائے گی • نیز جلسوں کے انعقاد کے اعلان مقررہ تاریخ سے کم و بیش دس روز پہلے دفتر میں پہنچ جانے چاہئیں۔ پرچہ مکمل ہو جانے پر تعمیل حکم مشکل ہو جاتی ہے

(ادارہ)

اطلاعات و اعلانات

سترواں سالانہ جلسہ

یہ جلسہ ۷-۸ دسمبر ۸۴ء بروز جمعہ، ہفتہ بمقام محمدی مسجد اہل حدیث علی پور ضلع مظفر گڑھ زیر صدارت حضرت استاذ العلماء مولانا سلطان محمود صاحب جلال پوری پیروالا منعقد ہو گا۔ علامہ احسان الٰہی صاحب ظہیر اور دیگر علماء خطباء خطاب فرمائیں گے۔ باہر سے آنے والے حضرات کے طعام و قیام کا انتظام بذمہ جماعت ہو گا۔ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں (اراکین محمدیہ انجمن تبلیغ اسلام جمعیت اہلحدیث علی پور ضلع مظفر گڑھ)

خوشخبری

مرکزی جمعیت اہل حدیث میرپور نے مولانا اعجاز احمد رحمانی کی مستقل خطابت کی خدمات حاصل کر لی ہیں۔ نیز فاضل جامعہ اسلامیہ ناظرہ و حفظ کے لئے مولانا عبدالحمید صاحب انصاری اور قاری محمد حسین صاحب کا تعین بھی ہو چکا ہے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث نے کام کو دو شاخوں میں تقسیم کیا ہے

(۱) مرکزی جامع اہلحدیث شاپنگ سنٹر نا نگی کے شعبہ جات

شعبہ تبلیغ درس حدیث بعد نماز عصر مولانا اعجاز احمد رحمانی

شعبہ ناظرہ: صبح ۶ تا ۷½۔ مولانا عبدالحمید صاحب انصاری

شعبہ نشر و اشاعت: اللہ بخش لائبریری کا قیام

رابطہ سہولت عوام بعد نماز ظہر تا ۵ بجے شام خطیب جامع ہذا

(۲) مسجد اہلحدیث بی بھری کے شعبہ جات

شعبہ تبلیغ۔ صبح بعد نماز فجر درس قرآن خطیب مرکزی مسجد اہلحدیث شعبہ ناظرہ و حفظ۔ صبح ۶ تا ۷½، بعد نماز عصر تا ۵ بجے شام قاری محمد حسین آزاد۔ شعبہ ترجمۃ القرآن: بعد نماز عشاء تا ۸½ جو ۲۰ نومبر سے جاری کر دیا گیا ہے۔ (امیر و اراکین جمعیت اہلحدیث میرپور آزاد کشمیر)

......

حیدر آباد سندھ کے دو اعلان

۱۔ عالمی اہل حدیث تنظیم کے دار النظامت کے لئے ایک جزوقتی کاتب کی ضرورت ہے۔ حسب قابلیت تنخواہ (ان شاء اللہ تعالیٰ) دی جائے گی۔ لطیف آباد میں رہائش پذیر شخص کو ترجیح دی جائے گی۔

۲:۔ جامعہ محمدیہ رجسٹرڈ لطیف آباد نمبر ۱ میں مقامی طلباء و طالبات کے داخلے جاری ہیں۔ داخلے شعبہ ناظرہ قرآن مجید شعبہ حفظ و تجوید قراءۃ اور شعبہ درس نظامی میں ۲۵ صفر ۱۴۰۵ھ تک حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ (ڈاکٹر مصیب اللہ محمدی مہتمم و صدر مدرس جامعہ محمدیہ رجسٹرڈ ۱/۶۹ اے۔ لطیف آباد نمبر ۱ حیدر آباد سندھ)

انتقال پُرملال

مولانا محمد اجمل صاحب خطیب جامع اہل حدیث کے والد مکرم اور مولانا تاج الدین صاحب نبی پوری کے برادر نسبتی کافی عرصہ بیمار رہ کر وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ادارہ الاعتصام مولانا محمد اجمل اور مولانا تاج الدین صاحب اور دیگر لواحقین کے غم میں برابر کا شریک ہے اور مرحوم کے لئے مغفرت اور پس ماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعاء کرتا ہے (ادارہ)

ضرورتِ رشتہ

ایک سلفی العقیدہ ۲۸ سالہ نوجوان ۱۲ سال سے مکۃ المکرمہ میں مقیم ہے۔ جس کا ذاتی کاروبار ہے۔ ماہانہ آمدنی تقریباً ۵۰،۰۰۰ روپے ہے۔ تبلیغی ذہن کے حامل کے لئے درس نظامی پڑھی ہوئی اہلحدیث خوبصورت و سیرت دوشیزہ کا رشتہ درکار ہے۔ اور پہلی بیوی کی مستقل بیماری کی وجہ سے عقد ثانی کا خواہش مند ہے۔ شادی کے بعد لڑکی کو مستقل مکہ میں رہنا ہو گا (ابو ابراہیم ستاری ص۔ ب۔ ۲۲۹۶ مکۃ المکرمہ المملکۃ العربیۃ السعودیۃ)

کتب خانہ وہابیہ کا تبلیغی لٹریچر

۱۔ یہ رسالہ مع دیگر سات پنجابی رسائل، نماز با معنی، سورہ یٰسین، سورہ الملک، سورہ الرحمٰن، سورہ عم پنجابی مترجم، حافظ محمد لکھوی صاحب

سے رسائل عقائدِ محمدی و مجاہد الاسلامؒ دو روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگوائیں

۲:۔ مولانا ابراہیم خادمؔ تاندلوی کا منظوم کلام "اک دن مرجائیں گے" عمدہ سفید کاغذ پر رنگین طبع ہو گیا ہے۔ تقسیم وغیرہ کے لئے یہ تمام ملے جُلے کلام پندرہ روپے بذریعہ منی آرڈر بھیج کر منگوائیں۔ جن عزیزوں کو یہ تحفہ وصول نہیں ہوا تھا۔ ایک کارڈ لکھ کر اپنا سیٹ مکمل کرلیں۔

۳۔ فکرِ آخرت پر لکھے گئے پنجابی رسائل احوال الآخرت (حافظ محمد صاحب لکھوی)، احوالِ گور (مولانا نور حسین گرجاکھی)، سی حرفی (میاں غلام رسول مہر آف قلعہ میہاں سنگھ)، فکرِ موت (مولانا شہباز احمد سلفی)، اک دن مرجائیں گی، اک دن مرجائیں گا۔ (مولانا ابراہیم خادمؔ، تاندلوی) ۱۵ روپے بھیج کر منگوائیے۔ (کتب خانہ وہابیہ ۲۵۴۔ بی سیٹلائٹ ٹاؤن۔ گوجرانوالہ)

۴:۔ رسالہ گھر کا چراغ تبلیغی مشن کے تحت مفت تقسیم کیا جا رہا ہے۔ خواہش مند حضرات اشاعتی فنڈ کے لئے ایک روپیہ کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر مفت حاصل کریں (فیض الرحمٰن صدیقی جامع مسجد۔ محلہ مستریاں۔ جہلم)

۵:۔ ہمارا اشتہار داتا کون ہے اور کتاب محفلِ میلاد ایک روپیہ کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر مفت حاصل کریں (انجمن شبان اہلحدیث ۲/۵ سی ایریا لیاقت آباد، کراچی ۱۹)

۶:۔ کتاب "راہِ سعادت" مع فتنہ عطیہ چشم بعد از مرگ درج ذیل پتہ پر دستیاب ہے۔ (۱) خطیب جامع مبارک اہلحدیث نواں کوٹ رستم پارک موڑ سمن آباد۔ لاہور۔ (۲) عبداللہ فہیم جامع مسجد ربانی اہل حدیث گلبرگ اے فیصل آباد (حافظ عبدالرحمٰن نعیم)

۷۔ مولانا حکیم فیض عالم صدیقی کی کتاب "شہادتِ عثمانؓ" کی مجھے اشد ضرورت ہے۔ لہٰذا اگر کسی صاحب کے پاس ہو تو وہ درج ذیل پتہ پر بذریعہ وی پی ارسال کر دیں یا چند یوم کے لئے عاریتہً دے دیں۔ استفادہ کرکے واپس کر دی جائے گی (حافظ مسعود عالم عابدؔ جامع مسجد اہل حدیث ڈاکخانہ کچا پکا، ضلع قصور)

۸۔ راقم الحروف نے گاؤں میں مسلک اہل حدیث کی تبلیغ کے لئے دار المطالعہ بنایا ہے۔ جو احباب تبلیغی کتب و رسائل شائع کرتے ہیں۔ براہ کرم پتہ ذیل پر بھیج کر ممنون فرمائیں (مولوی عبدالرحمٰن سکنہ سر سیر ڈاکخانہ شام کوٹ نو تحصیل چونیاں، ضلع قصور)

انجمن اسلامیہ بلتستان کا تبلیغی پروگرام

۲۴ تا ۲۶ اکتوبر ۱۹۸۴ء کو کریو گو میں انجمن اسلامیہ بلتستان رجسٹرڈ کے سالانہ تبلیغی جلسہ کے موقع پر چند اہم فیصلے کئے گئے۔ اور تبلیغی پروگرام مرتب کیا گیا۔ مولانا محمد حسین صاحب اثریؔ۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب خطیب، مولانا عبدالرحمٰن صاحب حنیف اور مولانا عبدالباقی خاں صاحب پر مشتمل تبلیغی جماعت قائم کی گئی۔ جو ہر جمعرات اور جمعہ کو بلتستان کے مختلف علاقوں کا تبلیغی دورہ کرے گی۔ اللّٰھمّ وفّقنا بالعمل لما تحبّ وترضیٰ۔ آمین (عبدالوہاب خان نائب سیکرٹری انجمن اسلامیہ بلتستان مرکزی دفتر غواڑی)

ضرورتِ مدرس، خطیب، قاری، خادم

۱۔ عصری تقاضوں کے مطابق نوجوان نسل کی تعلیم و تربیت کے خواہشمند حضرات مدرس و خطیب کے لئے پتہ ذیل پر رابطہ فرمائیں۔ (قاری علی اکبر سلفی چک ۲۳۳ ر۔ب۔ ہری سنگھ والا ضلع فیصل آباد)

۲۔ مدرسہ تدریس القرآن والحدیث کیلیانوالہ ضلع گوجرانوالہ کے لئے ایک مستند اہل حدیث قاری کی ضرورت ہے۔ تنخواہ حسب قابلیت ہوگی اور رہائش بھی ملے گی (مولانا محمد ادریس ثاقب کیلانی ناظم مدرسہ کیلیانوالہ ضلع گوجرانوالہ)

۳۔ ایک بزرگ خادم مسجد کے طور پر خدمات انجام دینے کے خواہش مند ہیں۔ کسی مسجد میں ان کی ضرورت ہو تو پتہ ذیل پر مطلع فرمائیں (محمد علی گھنڈہ محلہ منگھیانہ مقام ڈھڈی پھپھرہ براستہ ہرنپور ضلع جہلم)

PHONE 54406 — WEEKLY **AL-AITISAM** LAHORE — R.L. No. 5523
23-11-84

طابع، چوہدری عبدالباقی نسیم ● مطبع، اومنی پرنٹرز۔ لاہور ● ناشر، محمد عطاء اللہ حنیف ● مقام اشاعت، شیش محل روڈ۔ لاہور